ٔواقعہ یاد کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے سپرد کسی مہمان کو کردیتے ہیں اور وہ صحابی بخوشی اس کی
ر کرلیتے ہیں لیکن جب گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ صرف بچوں کے لئے ذرا سا کھانا رکھا ہوا ہے لیکن اللہ اللہ ان میں جذبۂ
قدر بھرا ہوا تھا کہ صحابی کی عورت بچوں کو تھپکیاں دیکر سلا دیتی ہے اور جب کھانا کھانے بیٹھتے ہیں تو انھوں نے اپنی رفیقہ حیات
لہ چراغ گل کردینا تاکہ مہمان سمجھے کہ ہمارے میزبان بھی کھا رہے ہیں چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور مہمان آسودہ ہوگیا اللہ اکبر!
جانتا کہ ماں کی مامتا اور باپ کی محبت اپنے لڑکوں سے کسقدر ہوتی ہے کہ وہ اس پر کسی چیز کو مقدم نہیں کرتے لیکن یہ عرب
نے کلیجہ پر پتھر رکھکر اپنے بچوں کو بھوکا رکھا لیکن مہمان کو تکلیف نہ پہنچنے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
لمن موجود تھی جسے چار آدمی اٹھا سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قیدی کو ایک صحابی کے سپرد کردیا اور کہا کہ
ت سے رکھنا چنانچہ وہ گھر لیجا کر خود اور اس کی بیوی خشک کھجور کھا کر پانی پی لیتے ہیں لیکن اس مہمان قیدی کو روٹیاں
، اس پر خود قیدی کو تعجب ہوا اور اس سے دریافت کیا کہ خدا کے بندے یہ کیا ماجرا ہے کہ میں تو تیرے خون کا پیاسا اور تیرے
ن تیرے نبی کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ رکھنے والا ہوں لیکن تو میری اس طرح خاطر و مدارات کرتا ہے اور خود تکلیف
اس پر صحابی نے جواب دیا کہ اگرچہ تو کافر سہی اور ہمارا دشمن سہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سپرد کیا ہے اب
ہمان ہو اسلئے ہم پر تمہارے آرام کے وسائل بہم پہنچانے ضروری ہیں اسی طرح بہت سے واقعات ہیں جن سے عربوں کی بینظیر
نیا میں ضرب المثل بن گئی ہے۔

فطرت

(از جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب عقیلؔ مئوی خطیب جامع مسجد کوچین مناپخری)

جسکو تم سمجھے ہو "فطرت" دراصل "فطرت" نہیں + اور جو "فطرت" ہے یارو! اس کو تم سمجھے کہاں (عقیل)

ں شک نہیں کہ عقل کی مزاحمت نقل کیساتھ روز اول اور ازل ہی سے ہے لیکن کجا مخلوقات کی عقل محدود و متناہی اور کجا
مکان کی حکمت لامحدود اور علم لامتناہی ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ غیر ممکن ہے کہ حکمت خداوندی کا احاطہ اس کی
قل و معلومات کرسکے، اس قادر بیچوں کے اسرار و نکات اور رموز کی تہ کو کیا مجال جو مخلوقات کی فہم و فراست پاسکے، اس
ن، اس کی صنعت اور اس کی طاقت و قدرت کا تاہ لگانا یقیناً مخلوقات کی قوتِ ادراک سے بالاتر ہے۔ اس بے عیب ذات،
صفات کے کارخانہ قدرت میں حرف گیری و انگشت نمائی کرنا بلاریب شقاوت ابدی کو مول لینا ہے کیونکہ اس کا علم قدیم و غیر
ر مخلوقات کا علم حادث و محدود ہے۔ اس کی معلومات کامل، مکمل بلکہ اکمل ہے اور اس کے مخلوقات کی معلومات ناقص

غیر مکمل اور ابتر و اجذم ہیں ؎

محیط ست علم ملک بر بسیط + قیاس تو بروے نگردد محیط

بلا ریب اس کے ہر حکم، ہر فرمان، ہر ارشاد اور ہر امر و نہی پر "اٰمَنَّا، صَدَّقْنَا" ہی کہنا سعادتمندی و نیک بختی اور فلاح دارین کا ذریعہ ہے۔ جس نے ایسا کیا فائز المرام، کامیاب، بختاور اور سعید و مقبول ہوا۔ اور جس نے بھی حرف گیری، نکتہ چینی، انگشت نمائی، اعتراض اور بیجا حیلہ و بہانہ کرکے اعراض کیا وہ یقیناً ناکام اور بے بہرہ . . . . . و بدنصیب ہوا۔ مثال ملاحظہ ہو۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (بقرہ رکوع ۴)

اور جبکہ کہا ہم نے فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا تمام فرشتوں نے مگر ابلیس نے انکار و تکبر کیا اور تھا وہ کافروں سے۔

غور کیجئے، شیطان نے مالک جل شانہ کے ایک حکم کی نافرمانی کی جو فی نفسہ کوئی ایسی نافرمانی نہیں جو قابلِ درگذر اور لایق معافی نہ ہو۔ یقیناً مغفرت خداوندی کے سامنے یہ کوئی ایسا بڑا گناہ نہیں جس سے چشم پوشی نہ کی جاسکے، بلاشبہ اس سے بلکہ تمام گناہوں سے بڑا گناہ شرک ہے، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ + فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ (پ سورہ نسا، رکوع ۱۸) بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخشدیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

بایں ہمہ شرک بھی توبہ سے معاف ہوسکتا ہے، ندامت و شرمندگی سے درگذر کیا جاسکتا ہے، اعتراف و انابت سے بخشائش ہوسکتی ہے۔ استغفار و عذر خواہی سے محو ہوسکتا ہے چنانچہ مالک جل شانہ خود اعلان فرما رہا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (پ ۲۴ سورہ زمر رکوع ۶) آپ کہدیجئے کہ اے میرے وہ بندو کہ اپنے نفسوں پر زیادتی کی نہ ناامید ہو خدا کی رحمت سے بیشک اللہ معاف کرتا ہے تمام گناہوں کو یقیناً وہی معاف کرنیوالا مہربان ہے۔" لیکن یہ شرط ہے کہ گناہ پر اصرار و ضد اور ہٹ دہرمی نہ ہو بلکہ ندامت و شرمندگی، توبہ و استغفار، انابت الی اللہ اور اعترافِ جرم و گناہ ہو، پھر تو بڑا سے بڑا گناہ حتیٰ کہ کفر و شرک ہی کیوں نہ ہو، کالعدم اور ہباءً منثورا ہو جائیگا

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ + گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ + ایں درگہہ ما درگہہ ناامیدی نیست + صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مگر شیطان نے بجائے استغفار، اصرار و ضد اور بجائے ندامت، جسارت و دلیری کی، اور خداوند کریم کو برابر کا جواب دیا اور اتنا بڑھ چڑھ کے بات کیا کہ کوئی مہذب شخص اپنے برابر سے بھی اس قسم کی غیر مہذب اور ترکی بہ ترکی گفتگو کو یقیناً خارج از اخلاق سمجھیگا۔ چنانچہ خود قرآن کریم کا بیان ہے۔ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ (پ ۲۳ سورہ ص رکوع ۵) دریافت فرمایا باری تعالیٰ نے کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کس چیز نے تجھکو اس کے سجدہ سے روکا، کیا تو غرور میں آگیا یا کہ تو بڑے درجے والوں میں سے ہے؟

(باقی آئندہ)